فتاویٰ امن پوری (قسط۸۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): شوہر بیوی کو اپنے گھر لانا چاہتا ہے، جبکہ بیوی انکار کرتی ہے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر شوہر نے بیوی کا حق مہر ادا کر دیا ہے، تو اب بیوی کو انکار کا حق باقی نہیں، وہ اسے اپنے گھر لا سکتا ہے۔

(سوال): شوہر کے ذمہ بیوی کے مالی حقوق کیا ہیں؟

(جواب): شوہر کے ذمہ اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کو روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرنا ہے، نیز دیگر بنیادی ضروریات کا خیال رکھنا بھی شوہر کے ذمہ ہے۔

(سوال): دوران حمل کب تک مجامعت جائز ہے؟

(جواب): حالت حمل میں زوجہ سے مجامعت کرنا جائز ہے، اس میں شرعی وطبی قباحت نہیں، حمل کے آخری ماہ بھی مجامعت کی جا سکتی ہے۔

(سوال): صحیح مدت رضاعت کیا ہے اور کسی صورت میں کمی پیشی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): مکمل مدت رضاعت دو سال ہے، اس مدت کے دوران اگر کم سے کم پانچ مرتبہ کسی عورت کا دودھ پیا ہے، تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اگر اس مدت کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا ہے، خواہ کتنی ہی مرتبہ پیا ہو، تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ

يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾(البقرة : ۲۳۳)

''مائیں اپنے بچوں کومکمل دو سال دودھ پلائیں، جن کا ارادہ (مدت) رضاعت مکمل کرنے کا ہو۔''

حرمت رضاعت کے لیے آخری مدت دوسال ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس مدت کے بعد بچہ عورت کا دودھ نہیں پی سکتا، لہٰذا اگر بچہ جسمانی طور پر کمزوراور ناتواں ہے اور وہ ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی غذا نہیں کھا سکتا، تو اسے دوسال سے زائد مدت تک بھی دودھ پلایا جا سکتا ہے، مگر دوسال کے بعد رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

سوال: کیا کوئی عورت اپنے بھائی کو دودھ پلاسکتی ہے یانہیں؟

جواب: پلاسکتی ہے، مدت رضاعت میں کوئی بہن اپنے بھائی کو کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پلا دے، تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی اور یہ بہن کے ساتھ ساتھ اس کی رضاعی ماں بھی بن جائے گی، لہٰذا اب دونوں کی اولادوں کی آپس میں شادی نہیں ہوسکتی۔

سوال: غیر کا بچہ ہونے کی صورت میں بھی مدت رضاعت دوسال ہے یا زیادہ؟

جواب: کوئی بھی بچہ ہو، کامل مدت رضاعت دوسال ہے، اس کے بعد دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔

سوال: دواڑھائی سال کے بعد دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: نہیں۔ دوسال کے اندراندر کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

سوال: کیادس رضعات کا حکم منسوخ ہے؟

جواب: پہلے دس رضعات والا حکم قرآن کریم میں موجود تھا، پھر یہ حکم اورآیت دونوں

منسوخ ہو گئے اور پانچ رضعات حرمت رضاعت کے لیے مقرر کیے گئے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''پہلے قرآنِ مجید میں یہ حکم نازل ہوا تھا کہ دس دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہونے کا حکم نازل ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (کے بہت قریب) تک قرآنِ کریم میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔''

(صحيح مسلم : 1452)

سوال: دو سال سے زائد عرصہ تک بچے کو ماں کا دودھ پلانا کیسا ہے؟

جواب: اگر بچہ بہت لاغر اور کمزور ہے، ماں کے دودھ کے علاوہ کوئی اور غذا ہضم نہیں کرسکتا، تو طبی ضرورت کے پیش نظر دو سال سے زیادہ بھی ماں کا دودھ پلایا جاسکتا ہے۔

سوال: مدت رضاعت کے بعد دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: حرمت رضاعت صرف مدت رضاعت میں دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے، وہ بھی کم سے کم پانچ مرتبہ سیر ہو کر پینے سے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحيح مسلم : 1450)

❁ دوسری روایت ہے:

لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَالْإِمْلَاجَتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ پستان منہ میں دینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحيح مسلم :1451)

(سوال): رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): رضاعی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، جیسے نسبی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ .

''رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2646، صحيح مسلم : 1444)

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَبَنَاتُ الْأُخْتِ ......﴾ (النّساء : ٢٣)

''......اور بہنوں کی بیٹیوں کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

یہاں اُخت کا لفظ مطلق ہے، جو رضاعی بہنوں کو بھی شامل ہے، لہٰذا رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

(سوال): صرف چھاتی سے لگانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب): صرف چھاتی سے لگانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ حرمت رضاعت کے لیے مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پینا ضروری ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ .

''ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔''

(صحیح مسلم : 1450)

(سوال): ایک عورت نے اپنے خاوند کو دودھ پلا دیا، تو نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): حرمت رضاعت مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے، مدت رضاعت کے بعد نہیں۔ لہٰذا اگر کسی شوہر نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا، تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور نکاح میں بھی کچھ خلل نہیں آئے گا۔

(سوال): کیا تھوڑا دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟

(جواب): حرمت رضاعت اسی وقت ثابت ہوتی ہے، جب بچے نے مدت رضاعت میں پیٹ بھر کر کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پیا ہو، اس سے کم پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا : یہ کون ہے؟ عرض کیا : یہ میرا رضاعی بھائی ہے، فرمایا : پہچان لیں کہ آپ کے بھائی کون ہیں، رضاعت تب ثابت ہوتی ہے، جب دودھ ہی بچے کی غذا ہوتی ہے۔''

(صحیح البخاري : 2647، صحیح مسلم : 1455)

(سوال): رضاعت ایک عورت کی شہادت سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب): اگر دودھ پلانے والی عورت اکیلی گواہی دے دے، تو یہ گواہی قبول ہے، اس سے رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

❁ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ابواہاب کی بیٹی (ام یحییٰ) سے شادی کی، کالے رنگ کی ایک عورت آ کر کہنے لگی: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں نے پھر پوچھا، تو آپ ﷺ نے پھر منہ موڑ لیا، تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب یہ بات کہی جا چکی ہے، تو وہ تیرے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے؟ پس آپ نے اسے اس (کی بیوی کے ساتھ رہنے) سے منع کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 2659)

سوال: جس عورت کا دودھ پیا، کیا اس کی نواسی سے نکاح جائز ہے؟

جواب: نکاح جائز نہیں، کیونکہ دونوں رضاعی ماموں بھانجی ہیں۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَبَنَاتُ الْأُخْتِ ......﴾ (النّساء : ٢٣)

''......اور بہنوں کی بیٹیوں کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

یہاں اُخت کا لفظ مطلق ہے، جو رضاعی بہنوں کو بھی شامل ہے، لہٰذا رضاعی بھانجی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ .

''رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2646، صحيح مسلم : 1444)

(سوال): بچہ جیسے دودھ پیتا تھا، قے کر دیتا تھا، کیا حرمت رضاعت ثابت ہوئی؟

(جواب): اگر مدت رضاعت میں بچے نے کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پیا ہے، تو حرمت رضاعت ثابت ہوگئی، خواہ دودھ پینے کے بعد قے کر دیتا ہو۔

(سوال): خالد کے جس بھائی نے پھوپھی کا دودھ نہیں پیا، کیا اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(جواب): ہوسکتا ہے، کیونکہ مرضعہ (دودھ پلانے والی) کی اولاد رضیع (دودھ پینے والی یا والا) کے لیے حرام ہے، رضیع کے بہن بھائیوں کے لیے نہیں۔

(سوال): زید نے ہندہ کا دودھ پیا ہے، کیا زید کا دادا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے؟

(جواب): زید کا دادا ہندہ سے نکاح کر سکتا ہے، مرضعہ کی حرمت رضیع کے لیے ہے۔

(سوال): پستان سے پانی منہ میں جائے، تو رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(جواب): حرمت رضاعت مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے، صرف ایک آدھ مرتبہ پستان منہ میں لینے سے نہیں۔

(سوال): رضاعی پھوپھی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جس طرح نسبی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں، کیونکہ جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَعَمَّاتُكُمْ ......﴾ (النّساء : ٢٣)

''......اور تمہاری پھوپھیوں کو (بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

رضاعی پھوپھیاں بھی اس حکم میں شامل ہیں۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ .

''رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے، جنہیں ولادت (نسب) حرام کرتی ہے۔''

(صحيح البخاري : 2646، صحيح مسلم : 1444)

سوال: جس نے دادی کا دودھ پیا ہو، کیا اس کا نکاح پھوپھی کی لڑکی سے جائز ہے؟

جواب: اگر دادی کا دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت ہے، تو وہ دادی کا رضاعی بیٹا بن گیا، پھوپھی رضاعی بہن بن گئی اور پھوپھی کی بیٹی رضاعی بھانجی بن گئی۔ تو جیسے نسبی بھانجی سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح رضاعی بھانجی سے بھی نکاح جائز نہیں، کیونکہ جو رشتہ نسب سے حرام ہوتا ہے، وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے۔

سوال: جس نے دادی کی چھاتی چوسی، اس کا نکاح چچا کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: صرف ایک بار چوسنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے، لہٰذا مذکورہ صورت جب دادی سے رضاعت ثابت نہ ہوئی، تو چچا کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔

سوال: کیا عورت غیر کے بچے کو شوہر کی اجازت کے بغیر دودھ پلا سکتی ہے؟

جواب: شوہر کی اجازت کے بغیر غیر کے بچے کو دودھ نہیں پلانا چاہیے، البتہ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پلا دیتی ہے، تو بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

سوال: کیا شک کی صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے؟

جواب: شک یا گمان سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

سوال: ساس نے داماد سے کہا کہ میں نے تمہیں بچپن میں دودھ پلایا ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ساس یقین سے گواہی دے کہ اس نے اپنے موجودہ داماد کو مدت رضاعت میں کم سے کم پانچ مرتبہ دودھ پلایا ہے، تو ساس کی گواہی معتبر ہوگی، رضاعت ثابت ہو جائے گی اور میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی جائے گی، کیونکہ وہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہیں، تو جس طرح نسبی بہن بھائی کا نکاح حرام ہے، اسی طرح رضاعی بہن بھائی کا نکاح بھی حرام ہے۔ اس سلسلہ میں اکیلی عورت کی گواہی کافی ہے۔

❁ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے ابواہاب کی بیٹی (ام یحییٰ) سے شادی کی، کالے رنگ کی ایک عورت آ کر کہنے لگی: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، تو آپ نے مجھ سے منہ موڑ لیا، میں نے پھر پوچھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر منہ موڑ لیا، تیسری یا چوتھی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یہ بات کہی جا چکی ہے، تو وہ تیرے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے؟ پس آپ نے اسے اس (کی بیوی کے ساتھ رہنے) سے منع کر دیا۔''

(صحيح البخاري: 2659)

سوال: عورت کس صورت میں طلاق طلب کر سکتی ہے؟

جواب: اگر میاں بیوی میں باہم نا اتفاقی ہو، موافقت کی کوئی صورت نہ ہو، تو عورت طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے، یا خلع لے سکتی ہے۔

(سوال): بغیر وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

(جواب): بلا وجہ طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، اس پر وعید آئی ہے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ .

''جس عورت نے بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا، تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 283/5، سنن أبي داوٗد : 2226، سنن التّرمذي : 1187، سنن ابن ماجه : 2055، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۸۴) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۲۰۰/۲) نے امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال): جب میاں بیوی کے مابین اتفاق نہ ہو، لڑائی جھگڑا معمول ہو، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر زوجین کے مابین ناچاکی رہتی ہو، اتفاق کی کوئی صورت نظر نہ آئے، تو شوہر کو چاہیے کہ بیوی کو طلاق دے دے، اسی میں دنیاوی واُخروی فلاح ہے۔

(سوال): کیا دل میں طلاق کا خیال لانے سے طلاق واقع ہوتی ہے؟

(جواب): دل میں طلاق کا خیال لانے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(سوال): جب شوہر بیوی کی خبر گیری نہ کر سکے، تو کیا طلاق دینا واجب ہے؟

(جواب): جو شوہر بیوی کی خبر گیری نہیں کرتا، اسے چاہیے کہ اس کی خبر گیری کرے،

کیونکہ بیوی کی ضروریات کا خیال رکھنا اس کے ذمہ ہے اور اس میں اجر بھی ہے۔ البتہ اگر شوہر کسی صورت بیوی کی خبر گیری نہیں کرسکتا، تو احسن طریقہ سے اسے طلاق دے دے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾(البقرة : ٢٢٩)

''بیوی کو عمدہ طریقے سے رکھے یا احسان کے ساتھ آزاد کردے۔''

(سوال): ایک عورت نماز عمدہ طریقے سے نہیں پڑھتی اور غیر محرم سے آواز کا پردہ نہیں رکھتی، کیا شوہر کے لیے اسے طلاق دینے کا حکم ہے؟

(جواب): ایسی عورت کو شوہر طلاق نہ دے، بلکہ اسے نصیحت جاری رکھے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عورتوں کے ساتھ انتہا درجے کی بھلائی کریں، کیونکہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے اور اوپر والی پسلی میں سب سے زیادہ ٹیڑھ پن ہوتا ہے، اسے سیدھا کرنے بیٹھو گے، تو توڑ دو گے، اپنے حال پہ چھوڑ دو گے، تو ٹیڑھی ہی رہے گی، لہٰذا عورتوں سے کمال کی خیر خواہی کیجئے۔''

(صحيح البخاري :3331، صحيح مسلم : 1468)

(سوال): بیوی متبع شریعت نہ ہو، تو طلاق دینا کیسا ہے؟

(جواب): شوہر متبع شریعت ہے، تو اس کی بیوی کو بھی متبع شریعت ہونا چاہیے، اگر بیوی متبع شریعت نہ ہو، تو شوہر کو چاہیے کہ اسے ہر طریقہ سے سمجھانے کی کوشش کرے، اگر نہ سمجھے، تو اسے طلاق دے دے، کیونکہ وہ اس کے لائق نہیں ہے۔

(سوال): جان کے خوف سے طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جان کے خوف سے جو طلاق دی گئی، وہ جبری طلاق ہے اور جبری طلاق

واقع نہیں ہوتی۔اس پر قرآن وحدیث کے دلائل ہیں، نیز ائمہ کی تصریحات بھی موجود ہیں:

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهٖ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾(النَّحل : ١٠٦)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے(اس پر اللہ کا غضب ہے)،سوائے اس شخص کے جسے مجبور کر دیا جائے ، جبکہ اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔''

جس کے دل میں ایمان پختہ ہو،اس کو کفر پر مجبور کیا جائے تو وہ کافر نہیں ہوتا،اسی طرح طلاق کا ارادہ نہ ہو تو جبری طلاق بالاولیٰ واقع نہیں ہوگی۔

❁ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلشِّرْكُ أَعْظَمُ مِنَ الطَّلَاقِ .

''شرک طلاق سے بڑا معاملہ ہے۔''

(سنن سعيد بن منصور : 1142 ، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شافعی رحمہ اللہ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب اللہ تعالیٰ نے انسان سے (مجبوری کی صورت میں) کفر معاف کر دیا ہے،تو مجبوری کی صورت میں کہے گئے تمام دیگر اقوال بھی معاف ہیں، کیونکہ جب لوگوں کو بڑی چیز معاف کر دی جائے،تو چھوٹی چیز خود بخود معاف ہو جاتی ہے۔''

(السنن الكبرٰى للبيهقي : 122/2)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''خطا اور نسیان سے تجاوز کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کر دی ہے، ......اسی طرح مجبوری کی صورت میں کیے گئے کام سے معافی کے بارے میں قرآنِ کریم نے صراحت کی ہے۔''

(جامع العُلوم والحکم، ص 452)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''مجبور ومقہور کی کوئی طلاق نہیں۔''

(سنن سعيد بن منصور : 1143، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ثابت بن عیاض احنف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں نے عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب کی ام ولد لونڈی سے نکاح کیا۔ میں اس کے پاس آیا اور اس پر داخل ہوا، تو کوڑے لٹکے ہوئے تھے۔ لوہے کی دو بیڑیاں تھیں اور دو غلام بٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے کہا: اپنی بیوی کو طلاق دے دے، ورنہ اللہ کی قسم تجھے ایسا ایسا کر دوں گا۔ میں نے کہا: اسے ایک ہزار طلاق۔ میں اس کے پاس سے نکلا، تو مکہ کے راستے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو اپنا سارا واقعہ سنایا، تو وہ غصے ہو گئے اور فرمایا: یہ کوئی طلاق نہیں۔ وہ عورت آپ پر حرام نہیں ہوئی۔ آپ اپنی بیوی کی طرف لوٹ جائیے۔ مجھے اطمینان نہ ہوا یہاں تک کہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آ گیا اور ان سے اپنا واقعہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ آپ کی بیوی آپ پر حرام نہیں ہوئی، آپ اپنی بیوی کی طرف لوٹ جائیے۔''

(الموطا للإمام مالك : ٣٧٦، ح : ١٢٤٥، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ دو جلیل القدر صحابہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❀ ابو الزناد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''میں امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہوا۔ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا، جو بنو حطمہ میں سے تھا، اسے قمری کہا جاتا تھا۔ اس کی قوم نے اسے مارا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے حتی کہ تو عورت پر تین طلاقِ بتہ دے یا ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ نیز اس سانحہ پر دلیل پیش کی، تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کی بیوی کو اس پر لوٹا دیا۔''

(سنن سعيد بن منصور : 1132، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰی طَلَاقَ الْمُكْرَهِ شَيْئًا .

''وہ مجبور کی طلاق کو کچھ بھی خیال نہیں کرتے تھے۔''

(سنن سعيد بن منصور :1141، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام احمد رحمہ اللہ جبری طلاق دینے والے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''امید ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہوگا۔''

❀ نیز فرماتے ہیں:

''مجبور کی تعریف یہ ہے کہ اسے قتل کا ڈر ہو یا سخت مار کا ڈر ہو۔ امام اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے جس طرح فرمایا ہے، بلاشک وشبہ بات اسی طرح ہے۔''

(مسائل أحمد وإسحاق برواية إسحاق بن منصور الكوسج : 958)

❁ شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمہ اللہ جبری طلاق کے مفاسد ذکر کرتے ہیں:

''دوسری بات یہ ہے کہ اگر مجبور شخص کی طلاق کو معتبر سمجھ لیا جائے تو اس طرح مجبور کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔قریب ہے کہ طاقتور شخص کمزور کو اس طرح سے قابو کر لے کہ لوگوں کو معلوم نہ ہو اور وہ اسے اسلحہ کے زور پر دھمکا لے اور اس کی بیوی میں رغبت ہو تو اسے طلاق پر مجبور کر لے۔اگر ہم اس کی ارادے کو ناکام بنا دیں اور اس کی مراد کو واپس کر دیں تو یہ چیز لوگوں کے آپس میں مجبور کر کے کیے گئے ظلم کو روکنے کا سبب ہو گی......۔''

(حجة الله البالغة : 138/2)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاوی:۳۳/۱۱۰) اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (زاد المعاد: ۵/۲۰۴، اعلام الموقعین: ۳/ ۱۰۸، تہذیب السنن: ۶/ ۱۸۷) وغیرہما کے نزدیک بھی جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❁ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جمہور کا مذہب ہے کہ مجبوری میں جو چیز واقع ہوتی ہے، اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔''(فتح الباري : 390/9)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''اس بنا پر مجبور شخص کی ہر کلام لغو ہے۔اس کا کوئی اعتبار نہیں۔قرآنِ کریم نے بتایا ہے کہ کوئی شخص اگر مجبور ہو کر کلمۂ کفر کہہ دے تو وہ کافر نہیں ہو گا اور جسے اسلام پر مجبور کیا جائے ، وہ مسلمان نہیں ہو گا۔سنت نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے مجبور شخص کو معاف کر دیا ہے، وہ اس سے مؤاخذہ نہیں کرے گا۔۔۔رہے مجبور شخص کے افعال تو ان میں تفصیل ہے: جو افعال مجبوری کے ساتھ مباح ہیں، ان پر معافی ہے، جیسا کہ رمضان کے دن میں کھانا، نماز میں حرکت اور احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ۔ اور جو چیزیں مجبوری کی وجہ سے مباح نہیں، ان پر مؤاخذہ ہوگا، جیسا کہ بے گناہ کو قتل کرنا، اس کا مال تلف کرنا ۔۔۔اقوال اور افعال میں فرق یہ ہے کہ افعال جب واقع ہو جائیں تو ان کی خرابی ختم نہیں ہوسکتی، بلکہ ان کی خرابی ان کے ساتھ ہی رہتی ہے، برعکس اقوال کے کہ ان کو لغو کرنا اور سونے والے اور مجنون کی طرح شمار کرنا ممکن ہے۔ جو فعل مجبوری کے ساتھ مباح نہیں، اس کی خرابی ثابت ہوتی ہے، برعکس قول کی خرابی کے کہ وہ اسی وقت ثابت ہوتی ہے، جب کہنے والا اس کو جانتا ہو اور مجبور نہ ہو۔''

(زاد المَعاد : 205/5)

۞ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا تَلَاعُبٌ بِالدِّينِ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ .

''یہ (مجبور کی طلاق کو شمار کرنا) دین کے ساتھ کھلواڑ ہے۔ ہم ایسے کاموں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔''

(المُحَلّٰی بالآثار : 205/10)

سوال: طلاق کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ بیوی کو اس طہر میں ایک طلاق دے، جس میں اس نے بیوی سے مجامعت نہ کی ہو۔ اسے طلاق سنی بھی کہتے ہیں۔

اس صورت میں عورت کی عدت تین ماہ ہے، اس دوران شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہے، عدت کے بعد تجدید نکاح سے بیوی بنا سکتا ہے، اب اس کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی ہے۔ اسی طرح کبھی دوسری طلاق دے دی، تو عدت کے دوران رجوع کر سکتا ہے، عدت کے بعد نئے نکاح سے بیوی بنا سکتا ہے۔ یہ دو طلاقیں رجعی کہلاتی ہیں، جن کے بعد رجوع یا تجدید نکاح کیا جا سکتا ہے۔ ان کے بعد طلاق کا ایک حق باقی رہ جاتا ہے، اگر شوہر نے وہ حق بھی استعمال کر لیا، تو اب رجوع کی گنجائش نہیں، تجدید نکاح سے بیوی بھی نہیں بنا سکتا۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے، ہمارے ہاں نکاح مولانا صاحب سے پڑھایا جاتا ہے، مگر طلاق دیتے وقت علما کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا۔ جس بنا پر لوگ غلط طریقے سے طلاق دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر کا دروازہ بند کر دیتے ہیں۔

سوال: جو بیوی شوہر کے باپ کی عزت نہ کرے اور اسے برا بھلا کہے، تو کیا بیٹا باپ کے کہنے پر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر واقعی بیوی اپنے سسر سے بدسلوکی کرتی ہے، تو اسے طلاق دے دینی چاہیے۔

سوال: ایک عورت انگریزی لباس پہنتی ہے، اگر وہ یہ لباس پہننا نہ چھوڑے، تو کیا اسے طلاق دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: انگریزی لباس نیم برہنہ ہوتا ہے، ایک متشرع مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ ایسی عورت سے شادی کرے، ورنہ وہ دیوث قرار پائے گا۔ اسے چاہیے کہ اپنی بیوی کو سمجھائے، سمجھ جائے، تو درست، ورنہ طلاق دے دے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف

(نظر رحمت سے) دیکھے گا: ① والدین کا نافرمان ② مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت ③ دیوث۔''

(مسند الإمام أحمد : 6180، وسندهٔ حسنٌ)

سوال: پاگل کی طلاق کا کیا حکم ہے؟

جواب: پاگل کا کوئی عمل شرعاً معتبر نہیں، لہٰذا مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''تین طرح کے لوگوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے؛ ① مجنون سے، جب تک کہ وہ تندرست نہ ہو جائے، ② بچے سے، جب تک کہ وہ سن شعور کو نہ پہنچ جائے اور ③ سوئے ہوئے سے، جب تک کہ وہ جاگ نہ جائے۔''

(مسند عليّ بن الجعد :741، وسندهٔ صحيحٌ)

سوال: اگر بیوی شوہر سے نفرت کرتی ہو اور اس سے زبان درازی کرتی ہو، تو کیا شوہر کے لیے طلاق دینا ضروری ہے؟

جواب: اگر بیوی شوہر سے نفرت کرتی ہے اور بات بات پر زبان لڑاتی ہے، تو شوہر کو چاہیے کہ اسے سمجھائے، ورنہ طلاق دے دے، یہی اس کے حق میں بہتر ہے، ورنہ؛

❁ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی؛ ① جس کی بیوی بداخلاق اور بدتمیز ہو، وہ اسے طلاق نہ دے۔ ② جو کسی کو قرض دے، لیکن اس پر گواہ نہ بنائے۔ ③ جو اپنا مال (بغرض تجارت) کسی ناسمجھ کے حوالے کر دے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمْ﴾(النساء : 5)''اپنے مال

ناسمجھ لوگوں کے سپرد مت کرو۔''

(المستدرك للحاكم : 331/2، السّنن الكبرىٰ للبيهقي : 146/10، وسندهٗ صحيحٌ)

اسے امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری ومسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

جس کی بیوی بداخلاق ہے، وہ اسے طلاق نہیں دیتا، تو اس کی دعا قبول نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بیوی اسے پریشان کرتی ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اللہ یہ پریشانی دور کر دے، تو اس کی یہ دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رخصت دی ہے کہ وہ ایسی بداخلاق بیوی کو طلاق دے کر خلاصی پالے، لیکن وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایسا شخص اگر بیوی کی اذیتوں پر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تو اس کی دعا رد ہو جاتی ہے۔ اس سے مطلق دعا مراد نہیں ہے۔

سوال: صرف تحریری طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: تحریری طلاق واقع ہو جاتی ہے، خواہ شوہر نے خود تحریر کی ہو یا کسی سے کروائی ہو، خواہ بیوی کو موصول ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

سوال: ایک شخص بیوی کو طلاق دینے کے متعلق اس قدر سوچتا ہے کہ جب وہ گہری سانس لیتا ہے، تو ''طلاق دی'' کے الفاظ نکلتے ہیں، تو کیا اس سے طلاق ہو جاتی ہے؟

جواب: یہ خیالات اور وسوسات ہیں، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سوال: اگر شوہر اپنی بیوی کو یہ کہے کہ ''کیا طلاق دلانا چاہتی ہو؟'' تو کیا ان الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سوال: اگر کوئی ریاست مرد کی طرح عورت کو بھی طلاق کا اختیار دے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): طلاق مرد کا وظیفہ ہے، یہ اختیار شریعت نے صرف مرد کو سونپا ہے، کسی ریاست کے قانون سے شرعی حکم تبدیل نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر بیوی شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور شوہر طلاق بھی نہیں دیتا، تو وہ خلع کے ذریعے نکاح فسخ کر سکتی ہے، تو گویا جس طرح مرد کے پاس طلاق کا اختیار ہے، اسی طرح عورت کے پاس خلع کا اختیار ہے۔

(سوال): عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): عورت کی غیر موجودگی میں بھی طلاق ہو جاتی ہے، خواہ خاوند نے تحریری طلاق دی ہو یا بول کر، کیونکہ طلاق کے وقت عورت کا موجود ہونا شرط نہیں۔

(سوال): جس نے مذاق میں ایک طلاق دی، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): ہنسی مذاق میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، لہٰذا ایک طلاق واقع ہو گئی، اب شوہر عدت کے اندر اندر رجوع کر سکتا ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین چیزوں کی حقیقت تو حقیقت ہے ہی، ان کا مذاق بھی حقیقت ہے۔

۱۔ نکاح ۲۔ طلاق ۳۔ رجوع۔''

(سنن أبي داود : 2194، سنن التّرمذي : 1225، سنن ابن ماجه : 2039، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي : 58/2، سنن الدّارقطني : 256/3، وسندهٗ حسنٌ)